سرخ جنت میں قدم(3

مستقبل

فرخ سہیل گوئندی

02-23-2013

اشتراکی ریاستوں نے اپنے ہاں سماجی، تعلیمی اور فلاحی حوالے سے جو نظام متعارف کروایا ہے، اس کے بارے میں سرمایہ دار دنیا نے اپنے لوگوں کو بھی اس کے بارے بھنک نہ ہونے دی۔ اشتراکی ممالک میں تعلیم اعلیٰ سطح تک مفت، رہائش سرکار کی ذمہ داری، گھروں کو گرم پانی کی سپلائی سے لے کر سفری سہولیات تک کمیونسٹ ریاستوں کی حکومت کی ذمہ داری تھی۔ دنیا میں سود سے مبرا نظام صرف کمیونسٹ دنیا میں ہی لاگو تھا۔ اشتراکی ممالک میں رہنے والے لوگوں کی سالانہ چھٹیوں کی سیاحت کے لیے بھی سرکار ہی اخراجات فراہم کرتی تھی۔ سرمایہ دار دنیا نے اپنے عوام کو ان اصلاحات کے مقابلے میں، اشتراکی دنیا کی آمرانہ طرزِ حکمرانی کے حوالے سے ہی متعارف کروانے پر اکتفا کیا اور اس طرح سرمایہ دار دنیا کے میڈیا نے ریڈیو، کیسٹ اور پھر ٹیلی وژن کے ذریعے اپنی دنیا کی محدود گلیمرائز زندگی سے مشرقی یورپ کو مطلع کر کے وہاں کے اشتراکی معاشروں میں رہنے والے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ سرمایہ دار دنیا کا میڈیا درحقیقت، سرمایہ داری کی ایک پراپیگنڈا مشینری ہے۔ انہیں مشرقی یورپ کے سوشلسٹ معاشروں میں بسنے والے انسانوں سے کوئی ہمدردی نہ تھی لیکن انھوں نے نہایت منصوبہ بندی سے مشرقی یورپ کے لوگوں کو یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سرمایہ دار یورپ میں کھلی منڈی کی جمہوریت میں دنیا کے معروف لیبلز کی کاسمیٹکس، الیکٹرانکس، کپڑے اور دیگر مصنوعات کے ساتھ ساتھ لوگ ''کھلی جمہوریت'' کی لاجواب جنت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بلغاریہ کے سفر میں سرمایہ دار دنیا کے Patents پر مر مٹنے کی نوجوانوں کی تمنا میرے لیے ایک عجیب تجربہ تھا جب کہ بلغاریہ کی اشتراکی حکومت نے اپنے دارالحکومت صوفیہ میں ایک ایسا تعلیمی شہر Darvenista (طالب علموں کا شہر) اور Studentski Grad آباد کیا جو کسی تعلیمی جنت سے کم نہیں کہ جہاں ہر شعبے کے کالج اور یونیورسٹیاں قائم کی گئیں، جہاں تعلیم ہی نہیں رہائش اور تمام متعلقہ سہولیات کی ذمہ دار بھی ریاست تھی۔ لیکن مجال کہ ہماری ''آزاد دنیا'' میں ایسے منصوبوں کے متعلق میڈیا کبھی بولا ہو بلکہ ہمارے ہاں تو جو طلبا ان ملکوں میں پڑھنے جاتے ان کی ڈگریوں کو سرکاری پالیسی کے تحت تسلیم ہی نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ایسے طلبا کو ہمارے وطن عزیز میں خطرناک کمیونسٹ کے طور سے دیکھا جاتا تھا۔

صوفیہ شہر میں سفری سہولیات کا ایک شاندار نظام تھا، جن میں ٹرام اور ٹرالی بس (بجلی سے چلنے والی لمبی بس) صوفیہ کے شہریوں کا بڑا ذریعہ آمدورفت ہے۔ لہٰذا میں Darvenista جانے والی ٹرام میں بغیر بلیت (ٹکٹ) کے ایک نشست پر براجمان تھا اور صوفیہ شہر کے بیچ شاہراہوں پر ٹرام رواں دواں تھی جس کو میں نے اپنی دنیا میں خطرناک قرار دی گئی کتابوں میں پڑھا اور چند تصاویر بھی دیکھی تھیں۔ ایگل برج، واہ یہ تو وہی ہے جسے میں نے سات والیم پر مشتمل کتاب Lands & People میں دیکھا ہوا ہے۔

ابھی میں نے اس ’’جنتی شہر‘‘ کا نظارہ شروع ہی کیا تھا کہ ایک توانا بلغار خاتون مسافروں کے ٹکٹ چیک کرنے کے لیے اگلے ٹرام سٹیشن سے وارد ہوئی۔ اوہ! اب کیا کیا جائے؟ میں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اپنے امریکی ڈالرز نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیے اور جب ٹکٹ چیکر خاتون نے مجھے بلیت دکھانے کا کہا تو میں نے عرض کرنا شروع کر دیا کہ میں ایک غیرملکی طالب علم مسافر ہوں، ابھی تک صرف میرے پاس یہ امریکی ڈالرز ہی ہیں اور میں چند لمحے پہلے ہی صوفیہ میں وارد ہوا ہوں، مجھے Darvenista کے بلاک دس میں جانا ہے۔ ’’نیک دل‘‘ بلغارین خاتون میری التماس مان گئی اور مجھے جرمانہ کرنے یا ٹرام سے اتارنے کا فیصلہ نہ کرتے ہوئے سفر کی اجازت دے دی۔

عوامی جمہوریہ بلغاریہ کے دارالحکومت صوفیہ میں میرا پہلا گھنٹہ ہی مہم جوئی سے لبریز تھا۔ پاکستان کی سڑکوں پر سوشلزم کے نعرے لگاتے ہوئے جس سرخ جنت کا خواب ہمارے دل میں ہر وقت سوار رہتا تھا آج میں اس ارضِ جنت میں بلامعاوضہ سفر کر رہا تھا۔ جہاں گردی میں سب سے بڑی مراعات مفت قیام وطعام ہوتی ہیں۔ مجھے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ میں اس دنیا میں آچکا ہوں، جس کا تصور یا خواب دیکھنا ہماری نام نہاد آزاد دنیا میں ممنوع ہی نہیں بلکہ گناہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ وہ ماہ وسال ہیں، جب مغربی دنیا کامیابی سے پولینڈ سے تعلق رکھنے والے پوپ جان پال دوم کو اس اشتراکی دنیا کے حوالے سے ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کر رہی تھی۔ پولینڈ، مشرقی یورپ کے ان سوشلسٹ ممالک میں دنیا بھر کی خبروں کا مرکز بنا ہوا تھا کہ جہاں ایک مزدور یونین رہنما لیخ ولیسا کو سرمایہ دار دنیا کا میڈیا آزادیوں کی جدوجہد کے سمبل کے طور پر نمایاں مقام دے رہا تھا۔ پولینڈ میں کمیونسٹ حکومت نے مارشل لاء لگایا ہوا تھا اور لیخ ولیسا کی شہرت کو نوبل ایوارڈ کے لیے نامزد کیے جانے نے چار چاند لگا دیئے تھے۔ تمام سرمایہ دار دنیا اور اس کے اتحادی اشتراکی دنیا کو عبرتناک شکست دینے کے لیے ’’افغانستان کو کمیونزم کا قبرستان‘‘ بنانے کے لیے اکٹھے ہو چکے تھے اور یوں سرمایہ دار دنیا ایک مقدس جنگ کی سرپرستی کرتے ہوئے مسلمان دنیا کے لوگوں کو ایندھن کے لیے دھڑا دھڑ بھرتی کر رہی تھی۔ ایک ایسی جنگ جس میں سرمایہ دار دنیا کا اسلحہ استعمال ہو رہا تھا بندے نہیں، مرنے کے لیے مسلمان اور بازی جیتنے کے لیے غیرمسلمان۔ اسی لیے تو امریکہ کے بڑے بڑے رہنماؤں نے ’’افغانستان کو کمیونزم کا قبرستان‘‘ بنانے کے جذبہ شہادت کو ہوا دینے کے لیے ایسے خطابات کیے کہ ’’ہم خدا کے ماننے والے ہیں اور ہماری ان کے خلاف جنگ / جہاد ہے جو خدا پر یقین نہیں رکھتے۔‘‘ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب سرمایہ دار دنیا سرخ پرچموں کو سرنگوں کر کے دنیا میں ’’جمہوری جنت‘‘ کے دعوے داری کی تیاری کر رہی تھی۔ ان حالات وواقعات میں اشتراکی بلغاریہ کے خوب صورت شہر صوفیہ میں میری آمد عجیب کیفیت کا سبب بن رہی تھی۔

ٹرام آگے بڑھتی گئی اور شہر کا حسن بے نقاب ہوتا گیا۔ ریستورانوں کے باہر کرسیوں پر بیٹھے لوگ کافی اور مشروبات سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ صوفیہ ایک سرسبز شہر ہے۔ آبادی کے بیچ بیچ باغات اور پارک صوفیہ کے حسن کو ہی اجاگر نہیں کر رہے تھے بلکہ شہر کے منتظمین کے اعلیٰ ذوق کی بھی عکاسی کر رہے تھے۔ ٹرام صوفیہ کی مرکزی شاہراہ سے گزر رہی تھی اور یکایک الیگزینڈر نویسکی کیتھڈرل سامنے آ گیا۔ سینٹ الیگزنڈر نویسکی کیتھڈرل، مختلف اطراف سے آنے والی سڑکوں کے درمیان واقع ہے۔ چھوٹے فیروزی گنبدوں کے اوپر سونے کے پانی سے قلعی کیے گئے ایک بڑے گنبد والے اس کیتھڈرل میں دس ہزار افراد کی گنجائش موجود ہے۔ یہ دنیا میں مشرقی آرتھوڈکس مسیحیت کا سب سے بڑا کیتھڈرل ہے۔ 34100 مربع فٹ رقبے پر پھیلی ہوئی بازنطینی طرزِ تعمیر کی یہ عبادت گاہ دنیا بھر میں بلغاریہ کی قومی شناخت بھی ہے۔ اس کی تعمیر بلغارین روسی تعلقات کی بنیاد پر کی گئی، 1878-1877ء کی روس ترکی جنگ کے بعد، جس کے نتیجے میں بلغاریہ نے عثمانیوں سے آزادی حاصل کی، روس کے شہزادے سینٹ الیگزنڈر نویسکی کے نام پر اس شاندار عمارت کا سنگ بنیاد 1904ء میں رکھا گیا اور یہ عظیم الشان کیتھڈرل 1912ء میں مکمل ہوا۔ ایک بڑے

چوک کے درمیان واقع یہ خوب صورت تعمیر شہر میں کسی بھی نو وارد کو اپنے سحر میں لے لیتی ہے۔ کیتھڈرل میں سینکڑوں کی تعداد میں آرتھوڈ کس مسیحیت کے نوادرات بھی اکٹھے کیے گئے ہیں اور یوں آرتھوڈ کس مسیحیت کے حوالے سے یہ یورپ میں نوادرات کا سب سے بڑا ذخیرہ ہے۔ فیروزی گنبدوں کے جھرمٹ کے اوپر سونے کا بڑا گنبد اس کے حسن و جمال کو مشرقی یورپ کی دیگر عمارتوں سے ممتاز کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی گمنام روسی سپاہی کی یادگار بھی ہے، جہاں گمنام سپاہی کی یاد میں شعلہ ہر وقت فروزاں رہتا ہے۔

سینٹ الیگزنڈر نویسکی کیتھڈرل کے اردگرد درحقیقت صوفیہ شہر کی اہم ترین عمارات ہیں جن میں بلغارین اکیڈمی آف سائنسز، نیشنل گیلری آف فارن آرٹ، نیشنل آرٹ گیلری، بلغارین پارلیمنٹ، صوفیہ اوپیرا اور اس کے بالکل سامنے سرخ اینٹوں سے تعمیر کیا گیا آیا صوفیہ کا گرجا شامل ہیں۔ استنبول میں آیا صوفیہ کے معروفِ عالم گرجا گھر کا ہمعصر یہ گرجا گھر، شہر کی قدیم ترین عمارتوں میں سرفہرست ہے۔ یہ اس وقت تعمیر کیا گیا جب یہاں پر رومیوں کا قصبہ Serdica آباد تھا۔ بازنطینی شہنشاہ جسٹینین نے چھٹی صدی (527-565ء) میں اس گرجا گھر کو تعمیر کروایا۔ استنبول کا آیا صوفیہ اور صوفیہ شہر کا آیا صوفیہ ایک ہی وقت میں تعمیر کیے گئے۔ آیا صوفیہ (Hagia Sophia) یونانی زبان کے الفاظ ہیں جن سے مراد ہے، ''مقدس دانش''۔ عثمانیوں کے دَور میں آیا صوفیہ کو مسجد میں تبدیل کر دیا گیا لیکن بیسیویں صدی کے آغاز میں اسے دوبارہ گرجے میں بدل دیا گیا۔ جب پندرھویں صدی میں یہاں نیا شہر آباد کیا گیا تو شہر کا نام اسی گرجے کے نام کی مناسبت سے رکھ دیا گیا اور یوں صوفیہ ایک شہر کے نام سے معروف ہو گیا۔ ٹرام سرکتی جارہی تھی اور تاریخ دماغ میں گھومتی جارہی تھی۔ یکا یک ٹرام بلقان کی سب سے بڑی یہودی عبادت گاہ، سائناگاگ کے سامنے آپہنچی۔ ٹرام سے تین چار مسافر اترے اور اتنے ہی اس پر سوار ہو گئے۔ یہ سائناگاگ ان یہودیوں نے آباد کیا جن کو 1492ء میں سپین کے مسیحی حکمرانوں نے مسلمانوں کی ہسپانوی سلطنت لپیٹنے کے بعد مسلمانوں سمیت سپین بدر کر دیا اور ان Sephardic Jews کو عثمانی ترکوں نے اپنی برداشت کی پالیسی کے تحت قبول ہی نہیں کیا بلکہ ان کو تمام شہری حقوق بھی فراہم کیے گئے۔ بلغاریہ نے جنگ عظیم دوئم میں اٹلی اور نازی جرمنی کا ساتھ دیا تو ہٹلر نے بلغاریہ کے بادشاہ زار بورس سوئم کو حکم دیا کہ یہودیوں کو اپنے ملک سے نکال دو۔ زار بورس نے ہٹلر کا اتحادی ہونے کے باوجود اس حکم کو ماننے سے انکار کیا۔ بلغاریہ کے عوام کہتے ہیں کہ ان کا زار پراسرار طور پر 28 اگست 1943ء کو ہلاک ہوا اور اس کی ہلاکت کا الزام نازیوں پر لگایا جاتا ہے کہ اس نے اپنے ملک سے یہودیوں کو بے دخل کرنے پر ہٹلر کی حکم عدولی کی تھی۔ (جاری ہے)